مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف رحمہ اللہ کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں انہوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ ان سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت دُرفشاں است — خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر ٢٢ سائیڈ اے ١٩٨٣-٧-٨ء

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

امابعد! عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ یَاعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا الْاٰیَۃَ فَقَالَ رَجُلٌ فَمَنْ اَشْرَکَ فَسَکَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا وَمَنْ اَشْرَکَ، وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَغْفِرُ لِعَبْدِہٖ مَالَمْ یَقَعِ الْحِجَابُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْحِجَابُ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ النَّفْسُ وَھِیَ مُشْرِکَۃٌ، وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ، [1]

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ٢٠٦

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ "میں اس آیت یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا الایۃ کے مقابلے میں اپنے لیے تمام دُنیا کا حصول بھی پسند نہیں کرتا" ایک شخص نے پُوچھا کہ جس شخص نے شرک کیا (کیا وہ بھی اس آیت کی بشارت کا مستحق ہے ؟) نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم نے (کچھ دیر) خاموشی اختیار فرمائی پھر (وحی آنے کے بعد یا خود اپنے اجتہاد سے کام لیتے ہُوئے) فرمایا" جان لو! جس شخص نے شرک کیا (اور اپنی زندگی ہی میں اس سے توبہ کر لی اور پھر اس کی توبہ قبول بھی ہوگئی تو وہ بھی اس آیت کی بشارت کا مستحق ہے) یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" اللہ تعالیٰ اپنے بندے (کے گناہوں میں سے جنہیں چاہتا ہے ان) کو بخشتا ہے۔ جب تک (بندہ اور رحمتِ حق کے درمیان) پردہ حائل نہ ہو" صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) پردہ کیا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا" یہ کہ آدمی شرک کرتا ہو اور اُسی پر مرجائے"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا" گناہوں سے (صحیح اور پختہ) توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو"۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے واسطے تلافی کے ذرائع خود تجویز فرما دیے، مثال کے طور پر ایک آدمی ہے جو ساری زندگی غفلت میں رہا۔ اَب اسے اپنے دَور پر جو گزار دیا غفلت میں حسرت ہوتی ہے۔ ندامت ہوتی ہے، لیکن وقت تو دوبارہ لوٹا کر کوئی بھی نہیں لاسکتا جو گزر گیا وقت وہ گزر گیا اُس کا علاج کیا ہوسکتا ہے ؟ اُس کی تلافی کیسے ہو ؟ تو اللہ تعالیٰ نے اُس کا بدل جو بتلایا ہے جس سے اُس کی تلافی ہوسکے وہ انسان کا اپنا پچھتانا ہے اور استغفار کرنا ہے۔ استغفار سے تلافی ہوتی ہے اور پچھتانے سے تلافی ہے، مَیں نے اس طرح وقت ضائع کیا۔ مَیں نے یہ کیا، قرآن پاک میں آتا ہے یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا

مِنْ رَّحْمَۃِ اللہِ جن لوگوں نے اسراف کیا ہے اپنے نفس کے ساتھ، زیادتی کی ہے اپنی جانوں کے ساتھ یعنی گناہ کیے ہیں، کیونکہ گناہ اپنے ساتھ خود زیادتی ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللہِ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو یہ بشارت ہے یہ حکم بھی ہے۔ لہٰذا کوئی آدمی مایوس نہیں ہو سکتا خُدا کی رحمت سے، خُدا کی رحمت سے مایوس ہونا یہ کُفر ہے اور کیوں ہے کُفر؟ اس واسطے کہ اللہ کی صفت ہے رحمت بِسْمِ اللہِ میں بھی آپ پڑھتے ہیں اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، الحمد شریف میں بھی پڑھتے ہیں اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو رحمت جو ہے وہ خُدا کی صفت ہے بخشش کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ بھی کُفر ہے، کیونکہ وہ غفّار ہے وہ توّاب ہے قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔ اِسْتَغْفِرْہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا، اِنَّہٗ ھُوَالتَّوَّابُ الرَّحِیْمُ، بہت جگہ ہے توّاب کا لفظ غَفَّار کا لفظ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا تو اللہ تعالیٰ سے مایوس ہو جانا اس کی رحمت سے مایوس ہونا یہ رحمت کا انکار ہے۔ یہ کُفر ہے، منع فرما دیا گیا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللہِ اِنَّ اللہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا، ثوبان رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ یہ آیت جو ہے جو میں نے ابھی پڑھی اس آیت کے بدلے میں اگر مجھے پُوری دُنیا مل جاتے مجھے یہ پسند نہیں یہ آیت زیادہ پسند ہے اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو تو وہی آیت پسند زیادہ ہو گی جس سے فائدہ مخلوق کو زیادہ ہو تو مخلوق کو مسلمانوں کو فائدہ اس آیت سے زیادہ ہے دُنیا سے کیا فائدہ ہونا۔ دنیا تو اپنے اندر اور لگا لیتی ہے آدمی کو اور بے کار کر دیتی ہے آخرت سے غافل ہو جاتا ہے یہ ارشاد فرمایا کہ اس آیت کے بدلے میں پُوری دُنیا مجھے مل جائے یہ مجھے پسند نہیں، آیت یہی ہے یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللہِ۔

اَب اسراف جو ہے انسان کا اپنی جان کے ساتھ اسراف یعنی گناہ کرنا زیادتی کرنا، اس کے درجے ہیں جیسے کہتے ہیں کہ یہ کام گناہ ہے پھر کہتے ہیں یہ کام مکروہِ تحریمی ہے کہتے ہیں یہ کام حرام ہے ناجائز ہے تو معلوم ہُوا کہ گناہ کے درجے ہیں تو اس میں کونسا گناہ ایسا ہے جس کے بارے میں یہ آیت ہے اور کونسا نہیں ہے تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ فَمَنْ اَشْرَکَ؟ جس نے شرک کیا ہو

کیونکہ قرآنِ پاک ہی میں آیت ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائیں گے۔ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ شرک سے کم کم جو چیزیں ہیں وہ جس کے لیے چاہے بخش دے۔ معاف کر دے تو صحابی نے سوال کیا فَمَنْ اَشْرَکَ ؟ جس نے شرک کیا ہو اُس کا کیا ہوگا ؟ تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خاموش ہو گئے پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا، وقفہ سے فرمایا۔ ثُمَّ قَالَ اَلَا وَمَنْ اَشْرَکَ وہ بھی اس میں داخل ہیں جنھوں نے شرک کیا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تین بار آپ نے یہ تاکید سے فرمایا کہ وہ بھی اس میں داخل ہیں کہ جنھوں نے شرک کیا ہو جب وہ شرک سے توبہ کر لیں تو پھر وہ اس بشارت کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے پچھلے گناہوں کو بخش دے اور اس سے بھی بڑا درجہ ہو جاتا ہے انسان کا۔ حدیث میں آتا ہے۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ جو آدمی گناہ سے توبہ کر لے وہ ایسے ہے جیسے اُس نے گناہ ہی نہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ بالکل ہی معاف فرما دیتے ہیں یعنی جب معاف ہو جاتا ہے تو پھر ناراضگی کا اثر نہیں رہتا۔ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ حالات ہی بدل جاتے ہیں اس کے وہ آدمی ہی بدل جاتا ہے۔

آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے گناہ بخشتے ہی رہتے ہیں جب تک پردہ نہ پڑے، دریافت کیا گیا کہ پردے سے کیا مُراد ہے فرمایا کہ اَنْ تَمُوْتَ النَّفْسُ وَھِیَ مُشْرِکَۃٌ کہ کوئی آدمی اگر شرک کی حالت میں مر گیا تو اب جیسے پردہ پڑ گیا۔ اب دروازہ بند ہو گیا اُس کے لیے ورنہ تو یہی ہے کہ جو آدمی توبہ سچے دل سے کر لے تو اُس کے گناہ بھی نیکیاں بن جاتے ہیں اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا جو توبہ کر لے ایمان قبول کر لے عَمِلَ صَالِحًا نیک کام کرے یعنی وہ جنھیں اللہ نے اچھا بتایا ہو وہ کام کرے تو اُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنَاتٍ ان لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ بدل کر نیکیاں بنا دیتے ہیں تو کہاں تو یہ حالت تھی کہ گناہ گار تھا۔ مایوسی میں تھا، حکم ہُوا کہ مایوسی مت اختیار کرو پھر اُس کے بعد رحمت کے اور درجے شروع ہو گئے پھر رحمت ہوتے ہوتے یہ درجہ بھی آیا جو قرآن پاک کی دوسری آیت میں ذکر ہو رہا ہے کہ جو آدمی دل سے توبہ کر لے اور جما رہے اُس کے اوپر تو یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنَاتٍ اُن کے جو گناہ ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو بدل کر نیکیاں بنا دیتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اُس کا اختیار ہے اور اُس کی

فیاضی ہے اُس کی رحمتیں ہیں ہمیں یہ بتایا گیا تلقین کی گئی کہ رجوع کرتے رہو خدا کی طرف توبہ کرتے رہو اللہ سے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے۔ ہمارے اگلے اور پچھلے گناہوں کو بخشے ہم سب کو اسلام پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

. . . . . لیکن ساتھ ہی توجہ دلاتا ہوں کہ نرمی اور سختی، عاجزی اور تکبّر، درگزر اور سخت گیری کا بھی وہ نازک مقام ہے جس کو آج کل مسلمانوں نے بھلا دیا اور جس کی وجہ سے وہ فغلظ علیھم (اے پیغمبر سختی کر) او فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم (یہ اللہ کی بڑی رحمت تھی کہ اُس نے تجھ کو لوگوں کے ساتھ نرم دل بنایا) میں فرق نہیں کر سکتے۔ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنی خوشی اور ناراضگی دونوں کو محض اللہ کی رضا اور نارضا مندی میں فنا کر دے اور خود اپنے تئیں بھول جائے۔ اگر کوئی شخص اس کی ذات خاص کے ساتھ بُرائی کرلے تو اس طرح ایک جسدِ بے رُوح ہو جائے گویا اس کے اندر جذبات انسانی ہیں ہی نہیں بلکہ ہوسکے تو سختی کے مقابلہ میں نرمی اور بُرائی کے بدلے میں بھلائی کرے، لیکن اگر کوئی حق اور باطل کا معاملہ سامنے آجائے اور شخصی نہیں بلکہ دینی اور جماعتی نفع ونقصان کا سوال ہو تو اس وقت سر سے لے کر پیر تک اس کا تمام جسم قہرالٰہی کا نمونہ بن جائے اور اس کے غیظ وغضب کے لیے کوئی انتہا اور روک نہ ہو۔ گمراہی اور ضلالت کے بُتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور باطل پرستوں کے خُدا سے مغرور سروں کو اپنے بے رحم پاؤں سے کُچل ڈالے۔

"اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین۔ یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم" کے یہی معنی ہیں۔

(الہلال ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۲ء)